پایا جاتا ہے اس کے ساتھ یہ بھی پایا جاتا ہے کہ یہ خیال انسان نے خود نہیں پیدا کیا بلکہ اس کے پاس یہ علم کسی بیرونی اور بالاتر ذریعہ سے آیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان تمام مذہبی یادداشتوں میں تخلیقِ انسانی کی جو صورت بتائی گئی ہے وہ ان واقعات اور مشاہدات کے بالکل ہم آہنگ ہے جسکا نظارہ ہم کائنات اور انسان کے باہمی تعلقات کے درمیان پارہے ہیں ان میں یقیناً وہ بے ربطی اور تصادم نہیں ہے جو نظریۂ ارتقار کی بنیاد پر جیسا کہ بتایا جاچکا ہے یکایک پیدا ہو جاتا ہے۔

لیکن بایں ہمہ اس باب میں جو مفصل اور سیر حاصل بیان اس آخری آسمانی کتاب کا ہے جس کے بعد پھر کوئی کتاب انسانوں کو آسمان سے نہ ملی اور نہ آئندہ ملنے والی ہے اتنی فیصلہ کن باتیں اور بیانات اور کسی کتاب میں نہیں پائی جاتی ہیں اور اس وقت میرے سامنے اسی کی تفصیل اور تشریح ہے۔ (باقی آئندہ)

وحی الٰہی

از مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی ایم۔ اے مدیر برہان

یہ کتاب ہماری زبان میں پہلی بے مثل محققانہ کتاب ہے جس میں وحی اور اس کی صداقت، وحی کی لغوی اور شرعی حقیقت۔ وحی کے اقسام۔ وحی سے متعلقہ مباحث مثلاً صفاتِ الٰہی خصوصاً صفتِ کلام۔ ملکۂ نبوت۔ استعدادِ وحی۔ وحی اولاً کس طرح نازل ہوئی اور آخر تک کن کن طریقوں سے نازل ہوتی رہی، قرآن نے اپنے وحی ہونے کے کیا کیا دلائل بیان کئے ہیں اور نیز یہ کہ وحی کی حقیقت جدید فلاسفۂ مغرب کے نزدیک کیا ہے۔ پھر اعجازِ قرآن کے دلائل۔ ان سب مباحث پر اس خوبی اور عمدگی سے بحث کی گئی ہے کہ وحی جیسے نازک اور الجھے ہوئے مسئلہ کا حل پورے طور پر ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ کتابت طباعت نہایت اعلیٰ۔

قیمت غیر مجلد عہ مجلد دو روپیہ چار آنے ۲/۴

نیجر ندوۃ المصنفین دہلی قرولباغ

حسن اپنے کام میں مشغول ہوا۔ ناگاہ ایک روز ہل کا پھال زمین میں اٹک گیا۔ ہل چلانے والے نے حسن کو خبر کی۔ حسن نے جا کر دیکھا کہ ہل کے پھال کی نوک زمین میں ایک زنجیر سے اُلجھی ہوئی ہے جو ایک ظرف کی گردن میں پڑی ہے اور یہ ظرف طلائی سنہری اشرفیوں سے بھرا ہوا ہے۔ حسن ان سب اشرفیوں کو از راہِ دیانت اپنے آقا کے پاس لے گیا۔ کانکوی بہمن حسن کی دیانت و امانت سے بہت متاثر ہوا اُس نے یہ واقعہ شہزادہ سے ذکر کیا۔ اس نے حسن کی دیانت کا یہ حال سنکر اپنے والد بادشاہِ وقت غیاث الدین تغلق شاہ سے ذکر کیا۔ بادشاہ نے اُسے مرحمتِ خسروانہ سے امیرانِ صدہ کے ضمن میں منسلک کر لیا۔

ایک روز کانکوی بہمن نے اس سے کہا کہ میں تمہارے زائچہ سے پاتا ہوں کہ تم صاحبِ اقبال ہوگے اور اللہ کے فضل سے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوگے۔ پس مجھ سے عہد اور شرط کرو کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں دولتِ عظیم دے تو تم میرا نام اپنا جزو اسم کر لینا تاکہ تمہارے نام سے میرا بھی نام دفترِ عالم میں دوام قبول کرے اور تم مجھے اور میری اولاد کو اپنا دفتر (وزارتِ مال) سپرد کر دینا۔ حسن نے یہ امر قبول کر لیا۔ اور قبل اس کے کہ وہ تخت و حکومت کا مالک ہو اُس نے اس کے نام کو اپنے نام کا جزو بنا کر اپنے نام کو حسن کانکوئی بہمنی مشہور کیا۔ پھر جب وہ دکن میں تخت نشین ہوا اور اس شعر کا مصداق بنا ؎

عز و دولت بر یمین و فتح و نصرت بر یسار جاہ و حشمت ہمعنان و بخت و دولت ہمرکاب

اس نے اپنے پایہ تخت کا نام حسن آباد رکھا[1] اور ایفاءِ وعدہ کر کے اپنے ممالکِ محروسہ کا دفترِ محاسبہ کانکوی بہمن کے سپرد کر دیا۔ جو اس وقت سلطان محمد تغلق شاہ کی ملازمت ترک کر کے

[1] دراصل یہاں فرشتہ کی مراد گلبرگہ سے ہے کہ اس کا نام حسن آباد رکھا گیا تھا۔ واضح رہے کہ اس ضمن میں ہمارے لئے صحیح اطلاع مسکوکات سے مل سکتی ہے چنانچہ تمام مسکوکات پر حسن آباد ملتا ہے اور بیدر کے لئے احمد آباد نہیں جیسا کہ فرشتہ نے لکھا ہے بلکہ محمد آباد ہے اور یہی ہمیں خواجہ گاواں کے ابتدائی خطوط میں بھی ملتا ہے۔
(اسلامک کلچر ص۱۹۳ مضمون مسکوکات سلطنت بہمنی از مسٹر ہمیٹ)

کے ذہن نشین ہو سکے۔

یہ ایک امر ضرور تسلیم کرنا پڑیگا کہ ہمارے بعض اصل ماخذ کے غلط تراجم وغیرہ کا مطالعہ بھی بعض بعض مقام پر اس قسم کا شک پیدا کر دیتا ہے جس سے دوسروں کو جرأت ہونا ممکن ہے مگر ستم ظریفی یہ ہے کہ ان سے بہتر اور زیادہ قدیم بلکہ معاصرانہ حیثیت رکھنے والے ماخذ بھی جو ان موضوعات پر کافی روشنی ڈالتے ہیں ان کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے حالانکہ اصولاً ہمیں اپنی تحریروں کو ان پر مبنی کر کے نتیجہ اخذ کرنا چاہئے مگر نہیں یہ لوگ ایسا کرنے سے ہمیشہ اغماض کریں گے اسلئے ان سے گلہ کرنا بیکار ہے اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ ہم خود اپنی تاریخ اور ثقافت کے صحیح بیان اور اظہار کی طرف توجہ کریں تاکہ ہماری آئندہ نسلیں اغیار کی تحریروں کا شکار نہ ہو سکیں۔ ہمیں یہ بھی اقرار ہے کہ چند ایک ہندو مورخین نے دیانت سے بھی کام لیا ہے جو اُن کے صحیح ذوقِ علم کا ثبوت ہے ہمیں کم سے کم تاریخ کے ضمن میں ایک بہت بڑے مورخ کا قول یاد رکھنا چاہیے کہ مورخ کا رویہ ایک وکیل کا نہیں بلکہ ایک منصف کا سا ہونا چاہئے جو دونوں اطراف کے صحیح شواہد کو ویسے ہی برقرار رکھکر نتائج کا استنباط کرے۔

چنانچہ سطور ذیل میں ہمیں علاؤ الدین ابو المظفر بہمن شاہ بانی سلطنت بہمنیہ دکن کے نام و نسب کو صحیح ماخذ کی روشنی میں بیان کرنا مقصود ہے جس سے متعلق مختلف بیانات پیش کئے جاتے ہیں اس کی عام وجہ یہ ہے کہ معاصر ماخذ کو بالائے طاق رکھکر محض محمد قاسم فرشتہ کی تاریخ گلزار ابراہیم پر تمام بحث کا انحصار سمجھا جاتا ہے جسے ذیل میں سب سے اول پیش کیا جاتا ہے۔

فرشتہ کا بیان

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص حسن نامی دار الخلافہ دہلی میں کانگوی بہمن منجم کی ملازمت میں تھا جو شاہزادہ محمد تغلق شاہ کے حضور میں قرب و منزلت رکھتا تھا ایک روز اس نے معاش کی تنگی سے تنگ آکر کانگوی سے درخواست کی۔ اُس نے ایک جوڑی بیل اور دو مزدور دے کر حوالیِ دہلی میں ایک خراب سی زمین زراعت کے لئے دیدی تاکہ وہ گذر اوقات بہ فراغت کر سکے۔

نظام بحری کے ملازموں میں شامل تھا۔ اس کے کتب خانہ میں ایک رسالہ مشتمل بر تحقیق اصل ونسب سلطان علاؤالدین حسن کانکوی بہمنی جس پر مصنف کا نام درج نہیں تھا نظر سے گذرا اور اس کا ماحصل یہ ہے کہ سلطان علاؤالدین کانکوی بہمنی بہرام گور نژاد ہے جسکا شجرہ یہ ہے :-

سلطان علاؤالدین بن حسن بن کیکاؤس بن محمد بن علی بن حسن بن سام بن میمون بن سلام بن ابراہیم بن نصیر بن منصور بن رستم بن کیقباد بن منوچہر بن نامدار بن اسفندیار بن کیومرث بن خورشید بن صعصائے بن فعفور بن فرخ بن شہریار بن عامر بن سعید بن ملک داود بن ہوشنگ بن نیک کردار بن فیروز بخت بن نوح بن صانع۔ بہرام گور

غرضیکہ اس بناپر ان کو بہمنیہ کہتے ہیں مگر خاکسار جامع (فرشتہ مورخ) کو جو کچھ معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ جب سے کانکوی بہمن کا نام سلطان علاؤالدین حسن کے نام کا جزء ہوا ہے اس کو بہمنی کہتے ہیں اور خوشامدی شعراء اور مورخین نے اس دستاویز کو ہاتھ میں لیکر اس پر اور رنگ چڑھا دیا ہے[۱]"

اگر ہم فرشتہ کے مذکورۂ بالا بیان پر ایک نظر ڈالیں تو ہم ذیل کے نتیجہ پر پہنچتے ہیں جو بالخصوص اس کے نام ونسب سے تعلق رکھتا ہے۔ اس نتیجہ میں فرشتہ خود متشکک کی حیثیت رکھتا ہے :-

اس کا ابتدائی نام حسن تھا۔ کانکو بہمنی منجم کی وجہ سے حسن کانکوی بہمنی ہوا جس کا حسن نے خود وعدہ کیا تھا کہ دولت واقتدار کے حاصل کرتے ہی وہ اس کے نام کو اپنے نام کا جزء بنالیگا۔ پھر حسن کے وعدہ کے مطابق اس کا آقا کانکو پنڈت دکن میں آکر صاحب دفتر محاسبہ ہوا، اور دیگر متذکرہ مآخذ کی بنا پر وہ ایرانی نژاد تھا اسی وجہ سے ان کو بہمنیہ کہتے تھے۔

اب ذیل کے بیان میں ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ فرشتہ کے اس بیان کے مطابق حسن نے کہاں تک اپنے نام ونسب میں اس طرح وہ موعودہ الفاظ قائم رکھے۔ لیکن اس سے پیشتر یہ بیان کرنا

[۱] فرشتہ فارسی نولکشور لکھنؤ صـ ۲۷۳ - ۲۷۸ - ۲ - ۲۸۱ -

دکن میں آیا تھا اور طغرائے فرامین اور نقشِ نگین میں اس نے اپنا نام اس طرح نقش کرایا۔

"کمترین بندہ حضرت سبحانی علاؤالدین حسن کانکوئی بہمنی"

یہ مشہور ہے کہ اس سے پیشتر براہمہ مسلم بادشاہوں کے عہدوں اور منصبوں کی طلب نہیں رکھتے تھے اور الگ تھلگ متوکلانہ علمی زندگی بسر کرتے تھے۔ چنانچہ جس شخص نے فرقہ براہمہ میں سے سلاطین اسلام کے دور میں نوکری قبول کی وہ کانکو پنڈت تھا۔

مزید برآں فرشتہ بیان کرتا ہے کہ صاحب تاریخ تحفۃ السلاطین اور سراج التواریخ اور بہمن نامہ دکنی جسے بعض نے شیخ آذری کی نظم لکھا ہے۔ ان میں سے کسی نے بھی اصل و نسب سلطان علاؤالدین حسن کانکوی بہمنی سے متعلق ایک حرف تک نہیں لکھا لیکن بعض مقامات پر انسے شاہانِ کیان کی طرف منسوب کرکے کہا ہے کہ کلاہ کیانی سر پر رکھکر تخت کیانی پر بیٹھا اور بعض مقامات پر اس کو بہمن اور اسفندیار سے منسوب کرکے بطورِ مدح لکھا ہے" شاہ بہمن نژاد وفروزندہ کاخ بہمنی "۔

اسی طرح کی اور عبارات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسفندیار کی نسل سے تھا۔ اس طرح کی عبارتیں ان دونوں کتابوں میں کثرت سے ہیں اگر شیخ آذری کا بہمن نامہ بے لوث ہوتا تو اس دعوی کی تصدیق کے لئے ایک شاہد عادل کا کام کرتا مگر یہ امر شیخ آذری جیسے شخص سے بعید تھا کہ وہ اس امر کو خوب تحقیق و متانت سے بیان کرتا

فرشتہ کہتا ہے کہ میں نے بطورِ حجت بہمن نامہ کے اشعار اس کتاب میں درج کئے ہیں جو سخنِ اساتذہ کی سی متانت نہیں رکھتے اور ان میں شاعر کا تخلص بھی نظر سے نہیں گذرا۔ اس بنا پر ان اشعار کو شیخ آذری کی طرف منسوب کرنا محل تامل ہے[۱]۔ مگر جب راقم (فرشتہ) بلدہ احمد نگر میں مرتضیٰ شاہ

[۱] یہ اشعار مطبوعہ تاریخ فرشتہ میں نہیں ملتے۔

تغلق شاہ غازی کے زمانہ میں دہلی آیا۔ ایک روز یہاں عارف ربانی شہیر الکرامات مولانا شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور انھوں نے اسکو صاحبِ سلطنت ہونے کی بشارت دی "

اتفاق کی بات ہے کہ ہمارے سامنے ابھی تک محض ایک ہی تاریخ برہانِ مآثر مرتبہ سید علی طباطبا خاں جو خاص طور پر دکن سے ہی متعلق ہے رہی ہے۔ یہ کتاب قریب ۱۰۰۰ھ میں تالیف ہوئی اس کے ابتدائی ابواب میں سلطنت بہمنیہ کے حالات ہیں۔ ایک باب "طبقہ اول سلاطین گلبرگہ علاؤالدین والدنیا ابوالمظفر سلطان حسن شاہ الولی البہمنیست" قائم کیا ہے۔[1]

اس میں قریب قریب وہی ابتدائی حالات ذرا مبالغہ آمیز الفاظ کے ساتھ بانی سلطنت بہمنیہ کے متعلق بیان کئے ہیں جو حاجی الدبیر نے ظفر الوالہ میں لکھے ہیں۔ اور اسی روایت پر اکتفا کیا ہے مگر سید علی طباطبا نے اپنے بیان کو ایک معاصر تاریخ "عیون التواریخ" پر مبنی کیا ہے جو بدقسمتی سے آج ناپید ہے۔ اسی بیان میں حسن کانکو کا پورا شجرہ نسب بھی دیا گیا ہے جو ہم فرشتہ کی بحث کے تحت میں بیان کر چکے ہیں۔ مگر ڈاکٹر ایشوری پرشاد نے اپنی تالیف "تاریخ قرونہ ٹرکس" میں اس بحث کو نہایت خوبی سے بیان کیا ہے۔ ہاں اسی برہانِ مآثر کے نسخہ کتبخانہ انڈیا آفس لنڈن کے حوالے سے حسن کانکو کی بجائے "حسن کابکوئی" بیان کیا ہے۔[2]

متذکرہ بالا بیانات کو مدنظر رکھکر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لفظ کانکو ضرور مختلف اشکال کا شکار ہوا ہے۔ چنانچہ ہفت اقلیم مولفہ امین رازی (۱۰۰۲ھ) میں بحوالہ عیون التواریخ جو برہانِ مآثر کا ماخذ ہی اس کو "حسن کاکویہ" لکھا ہے[3] اور ساتھ ہی اس نے پورا شجرہ بھی دیدیا ہے۔ اس بنا پر حسن کیکاوس

[1] برہانِ مآثر صفحہ ۱۲-۱۱ [2] قرونہ ٹرکس از ڈاکٹر ایشوری پرشاد صفحہ ۲۴۱

[3] نسخہ ہفت اقلیم ایشیاٹک سوسائٹی بنگال۔

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ایک اور مورخ مرزا رفیع شیرازی جو فرشتہ کا بالکل معاصر ہے اس نے اپنی تالیف تذکرۃ الملوک میں حسن کانگو کے ابتدائی حالات کا جو قصہ لکھا ہے اس سے فرشتہ کا بیان مشتبہ ہوجاتا ہے[1]

دیگر ماخذ | مگر سب سے بڑھکر مزید دلچسپی کا موجب یہ ہے کہ تاریخ ہند کے دوسرے ماخذ ذیل جن میں سے دو اول معاصرانہ حیثیت بھی رکھتے ہیں کوئی ایسی مبہم یا مشکوک روایت علاؤالدین ابوالمظفر بہمن شاہ کے نام و نسب کے متعلق بیان نہیں کرتے بلکہ ان میں سے کوئی ایک شخص بھی کسی ایسی تحریر کو پیش نہیں کرتا جس سے فرشتہ کے بیان کی تصدیق ہوتی ہو ہاں ان میں حسن کانگو ضرور ملتا ہے۔

۱۔ تاریخ فیروز شاہی ضیا برنی ص ۵۱۵-۵۱۶	حسن کانگو
۲۔ تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف ص ۲۲۴	حسن کانگو
۳۔ تاریخ مبارک شاہی یحییٰ سرہندی ص ۱۱۳	حسن کانگو
۴۔ منتخب التواریخ بدایونی ص ۲۳۱/۱	حسن کانگو
۵۔ طبقات اکبری خواجہ نظام الدین احمد ص ۲۱/۱	حسن کانگو
۶۔ مآثر رحیمی از نہوندی ص ۳۸۱-۲/۱	حسن کانگو

یہ سب مصنفین متفقہ طور پر بیان کرتے ہیں کہ حسن کانگو دیوگیر آیا اور وہاں آکر بادشاہ ہوا، اور کسی نے بھی اس کے نام و نسب پر بحث نہیں کی۔

حاجی الدبیر نے ظفر الوالہ بمظفر و آلہ میں اپنے عربی مورخین کے تتبع میں بیان کیا ہے[2] "حسن کانگو پر سب لوگوں نے اتفاق کیا اور اس نے شاہی چتر سر پر رکھکر اپنے لئے" علاؤالدین بہمنشاہ" کا لقب اختیار کیا اس بنا پر خیال کیا جاتا ہے کہ وہ بہمن بن اسفندیار بادشاہ فارس کی اولاد سے ہے۔ وہ

---

[1] تذکرۃ الملوک مطبوعہ حیدرآباد از شمس اللہ قادری و تاریخ بہمنی از کنگ ص ۲۳-۲۴

[2] عربی تاریخ گجرات مرتبہ سرڈنیسن راس ص ۱۵۹

بعض کتب کے اسمار کا ذکر بعد کی کتابوں میں بطور حوالہ ملتا ہے اور بعض سے ان سے استفادہ بھی کیا ہے تاہم ہمیں مسرت ہے کہ کتب سے زیادہ اہم اور زیادہ صحیح دوسرے تاریخی ماخذ از قسم کتبات عمارات و مسکوکات دستیاب ہوئے ہیں جن سے مسئلہ متنازعہ فیہا پر معاصرانہ حیثیت سے بہت کچھ روشنی پڑتی ہے۔ چنانچہ گلبرگہ کی مسجد کا کتبہ ملاحظہ ہو:-[۵۱]

ایں مسجد مبارک اللہ تعالیٰ و تبارک بعہد بانی مبانی و قبلۂ اقبال سعادات خدائیگان سلاطین علاؤ الدنیا والدین ابوالمظفر بہمن شاہ عمر اللہ دولتہ بناۂ امیدوار حضرت کبریا سیف الدولہ شاہ زکریا در شہور سنہ اربع وخمسین وسبعمایۃ عمارت کردتا ابدالاباد آباد باد بحق عامر بیت معمور و کعبہ مشہور۔

[۵۲]اسی طرح علاء الدین ابوالمظفر بہمن شاہ کا سکہ جو حسنِ اتفاق سے آج بھی محفوظ ہے اسمیں ہے

الف۔ السلطان الاعظم	ب - سکندر ثانی
علاء الدنیا والدین	یمین الخلافۃ ناصر
ابوالمظفر بہمن شاہ	امیر المومنین
السلطان	حاشیہ پر ۷۵۸ھ

یہ یقینی بات ہے کہ مذکورہ بالا کتبات اور سکوں کی عبارتیں جو ہر قسم کے شکوک و شبہات سے بلند و بالا ہیں صرف سلطان کی نظر سے گذری ہی نہیں بلکہ اس کے ذاتی مشورہ کے بعد تحریر میں لائی گئی ہونگی۔ کیونکہ یہی ایک موقع تھا جبکہ بادشاہ کے صحیح القاب اور نام وغیرہ وضع ہوکر مورخین میں عام ہوئے۔ علاوہ ازیں حسنِ اتفاق سے آج ہمارے سامنے عصامی کا مطبوعہ متن " فتوح السلاطین " بھی ہے جو ہندوستان کی ایک منظوم تاریخ ہے۔ عصامی نے یہ کتاب دولت آباد یعنی سلطنت بہمنیہ کے ابتدائی پایہ تخت میں ہی ۲۷ رمضان ۷۵۰ھ اور ۶ ربیع الاول ۷۵۱ھ کے

۵۱ EIM ۱۹۰۷-۰۸ ص ۱ از میجر ہیگ ۔ ۵۲ اسلامک کلچر ۱۹۳۵ ص ۲۸۸ از مضمون مسٹر سپیٹ Mr. SPEIGHT.

کی طرف منسوب ہو کر بآسانی کانگو بن سکتا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت بعض مورخین آسانی سے اس لفظ کا صحیح املا نہیں کر سکے اور نہ انھوں نے اس کو کسی طرح اپنے لئے مختلف فیہ امر تصور کیا جیسا کہ بعد کے لکھنے والوں نے بنا دیا ہے۔ اسلئے جب دو مولف ایک ہی ماخذ سے لکھنے والے مختلف املا کرتے ہیں اور وہ املا ایک ہی لفظ یعنی کیکاؤس سے کسیقدر قریب الشکل ہے تو بلا تامل کہنا پڑیگا کہ وہ لفظ جو ابتدا میں لفظ کانگو آیا ہے وہ بھی کچھ اور ہے اور چونکہ کسی معاصر مورخ نے بھی اس کی اصلیت پر کوئی خاص بحث نہیں کی اس لئے نہیں معلوم کہ متاخرین میں سے فرشتہ نے یہ روایت کہاں سے لیلی۔

بعض نے خواہ مخواہ بغیر کسی حوالے کے یہ کہدیا ہے کہ بہمن دراصل برہمن کا بگڑا ہوا ہے واضح رہے کہ جہاں فرشتہ نے بالصراحت گانگو منجم کا ذکر کیا ہے وہاں محض لفظ گانگو پنڈت از فرقہ براہمہ لکھا ہے[۱] اور کم سے کم راقم کی نظر سے کہیں نہیں گذرا جہاں بہمن لکھکر برہمن مراد لیا گیا ہو اور ہمیشہ مسلمان مصنفین وشعرائے نے لفظ برہمن کو برہمن ہی استعمال کیا ہے۔ اس کے لئے محض دو شہادتیں پیش کی جاتی ہیں:۔

فرخی شاعر دربار محمود غزنوی سومنات کی فتح کے ضمن میں کہتا ہے ؎

برہمناں را چند اں کہ دید سر ببرید   بریدہ سر آں کو بتا بد سر

شیخ سعدی سومنات کی زیارت کے بیان میں بوستاں میں کہتے ہیں ؎

بہ نرمی بپرسیدم اے برہمن   عجب دارم از کار ایں بقعہ من

دکنی ماخذ وغیرہ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ابتدائی اسلامی تاریخ دکن میں کسی خاص معاصر ماخذ کے نہ ہونے کی وجہ سے ایک کمی ضرور محسوس ہوتی ہے بالخصوص بہمنی سلطنت کے بارہ میں۔ اگرچہ

---

[۱] فرشتہ ص ۲۷۵

پھر آگے چلکر عصامی نے بہمن شاہ کے ابتدائی مراحل حیات اور اس کی جد وجہد جو اس کو بالخصوص دکن میں کرنی پڑی ان سب کو بیان کرنے کے بعد ص۵۲۵ پر مندرجۂ ذیل عنوان اور اشعار لکھے ہیں :-

" جلوس سلطان علاء الدین والدنیا ابوالمظفر بہمن شاہ السلطان اید ملکہ وسلطانہٗ "

۱۰۲۸۷ زتاریخ چوں ہفصد و چل گذشت زیادت دگر بر چہل رفت ہشت

۱۰۲۸۸ گذشت از ربیع دوم بست چار جہاں گشتہ خرم ز فصلِ بہار

۱۰۲۹۵ براں شاہ میمون و فرخندہ چہر علاء دیں لقب آمدہ از سپہر

۱۰۲۹۶ بسیرت فریدوں و بہمن بنام شدہ کنیتش بوالمظفر مدام

۱۰۳۰۱ خطاب قدیم خودش داد شاہ ظفر خانش خوانند خیل و سپاہ

مذکورہ بالا عنوان واشعار سے ہمیں اس کے نام، لقب اور کنیت کا صحیح طور پر علم ہو جاتا ہے جس سے وہ ابتدا ء مشہور ہوا تھا اور وہ اسے بادشاہ محمد شاہ تغلق کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ ختم کتاب پر عصامی پھر ایک اور عنوان قائم کرتا ہے :-

" دعائے دولت خلیفہ برحق علاء الدین والدنیا ابوالمظفر بہمن شاہ السلطان "

۱۱۳۱۴ الا اے جہانگیر فیروز بخت دعاگویدت روز و شب تاج و تخت

۱۱۳۱۵ کہ بعد از فریدوں فرخ نژاد ترا دید در کوشش عدل و داد

۱۱۳۲۴ نشاندی فروزیں لواحی نفیر مسلم شدت کشور دیو گیر

۱۱۵۰۸ چنیں خوش کتابے بکر دم تمام کنوں باد مقبول ہر خاص و عام

غرضکہ عصامی نے نہایت وضاحت سے بہمن شاہ کے حالات کے سلسلہ میں اس کے ایرانی الاصل ہونے کو بار بار بیان کر کے اس کے ایرانی الاصل ہونے پر مہرِ تصدیق ثبت کردی ہے۔

درمیان تصنیف کی تھی صرف یہی نہیں بلکہ اس نے اپنی اس علمی خدمت کو سلطان علاؤالدین ابوالمظفر بہمن شاہ کے نام سے منسوب کیا تھا، عصامی فتوح السلاطین کے ابتدا میں ذیل کا عنوان قائم کرتا ہے۔

"مناقب خلفائے اربعہ وشجرہ شیخ الاسلام زین الحق والشرع والدین ومدح سکندر ثانی علاؤالدنیا والدین ابوالمظفر بہمن شاہ سلطان خلد اللہ ملکہ"۔

پھر یہ چند اشعار بھی ملاحظہ فرمائیے۔

۱۶۰۔ علاؤالدین آں شاہ گیتی پناہ — کہ آسودہ در عہد او دادخواہ
۱۶۱۔ ظفرخاں زصلبش مظفر شدست — از کنیتش ابوالمظفر شدست
۱۶۲۔ دوصد لشکر از قوت یکتن است — کہ ہم بہمنی است وہم بہمن است
۱۶۵۔ از ایرانیاں ہرچہ زاد از نبرد — بتوران در افراسیاب آنچہ کرد
۱۶۶۔ فریدوں ز داد دہش ہرچہ راند — بہ گیتی ز نوشیرواں ہرچہ ماند
۱۶۷۔ فتوحے کہ در تیغ کاؤس بود — شکوہے کہ در نام کاموس بود
۱۶۸۔ بہ مازندراں آنچہ رستم کشاد — ز بیژن بہ ارمن زمیں ہرچہ زاد
۱۷۳۔ بہ ہنگام کیں جستن و کارزار — دل بہمن و زور اسفندیار
۲۱۶۔ چوں ایں نامہ گردد بنامت تمام — شود منتشر در ہمہ خاص وعام

مذکورہ بالا عنوان میں زین الحق والشرع والدین سے مراد شیخ زین الدین ہیں جن کو جناب شیخ برہان الدین نے خرقۂ درویشی عطا کیا۔ عنوانِ ہذا میں ایک اور ضروری امر قابلِ ملاحظہ ہے کہ جس طرح اس میں بہمن شاہ کو سکندر ثانی لکھا ہے جو اس کے مذکورہ بالا سکہ پر بھی کندہ ہے اسی طرح اشعار میں اس کے شجرۂ نسب کا جو اسفندیار تک پہنچتا ہے اعادہ کیا گیا ہے۔

۷ بعہد شہنشاہ ابوالمغازی   کہ بگرفت عالم بیک ترکتازی

۸ گل باغ بہمن شہ آں شاہ احمد   کزو گشت خوشبوئ شرع محمد

اتفاق سے علامہ سخاوی کی کتاب الضوء اللامع لاھل القرن التاسع میں بھی اسی احمد شاہ کا تذکرہ الفاظ ذیل کے ساتھ موجود ہے۔

"احمد شاہ بن احمد بن بہمن شاہ شہاب الدین ابوالمغازی صاحب گلبرجہ وما دالاھامن بلاد الہند دام فی المملکۃ نحو اربع عشرۃ سنۃ وکان اجمل ملوک الہند دیناً وخیراً وعزاً وحزماً انشأ بمکۃ رباطاً ہائلا مع صدقات دبر لمہ[1]

بر سبیل تذکرہ سخاوی کے اس بیان سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ عرب مورخین کے نزدیک گلبرگہ یعنی اول پایہ تخت سلطنت بہمنیہ مشہور تھا اور ان بادشاہوں کے تعلقات پہلے سے ہی بیرونِ ہند مکہ وغیرہ اسلامی مقامات سے تھے۔

حاصل بحث مذکورہ بالا بیانات کی روشنی میں خاطر خواہ طور پر یہ واضح ہوجاتا ہے کہ بانی سلطنتِ بہمنیہ دکن کا صحیح نام "علاؤالدین ابوالمظفر بہمن شاہ" تھا اور یہ ایرانی الاصل تھا۔ جب ہم بہمنی سلطنت کے باقی ماندہ آثار عتیقہ پر جو ہمیں فی الحال بیدر و دیگر مقامات پر ملتے ہیں نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں اس کا مزید ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ بیدر میں قلعہ بیدر جو بہمنیوں کی ایک بڑی یادگار ہے اس کے دروازہ کا مشاہدہ ہم پر واضح کرتا ہے کہ اس کی پیشانی پر محراب کے دونوں کونوں پر دو شیر شرزہ اپنا پاؤں اٹھائے پتھر پر کندہ ہیں۔ اور اسی طرح یہی شیر شرزہ اندرون قلعہ محل کے ماتھے پر کاشی کاری میں مختلف رنگوں میں منقش ہے اور وہی اس کا ایک پاؤں اٹھا ہوا اور غالباً اس کی پیٹھ پر طلوع آفتاب بھی منقش ہے اور یہ شیر شرزہ ابتداء سے لیکر آج تک ایرانیت کا صحیح مظہر

[1] جلد اول صنا۲۱

اس کی مزید تائید و توثیق کتبات ذیل کے چند اشعار سے بھی ہوتی ہے۔

۳ بعہدِ بادشاہِ بوالمظفر علاء الدین شاہِ ربع مسکون

۴ شہنشہ احمد ابنِ شاہِ احمد کہ ہست از نسل بہمن واز فریدون

یہ دو شعر شہر بیدر میں شاہ خلیل اللہ کی درگاہ سے جو کتبہ دستیاب ہوا ہے اس میں درج ہیں۔ یہ کتبہ کسی بائیں یعنی دکنی طرز کی باوری سے اتارا گیا ہے اور اس کی تاریخ ۹ رجب سنہ ۸۵۸ھ ہے۔[۱]

ایک اور کتبہ محمد شاہ دوم کا جو مقام سگر (نصرت آباد) سے تعلق رکھتا ہے اور اس کی تاریخ سنہ ۷۹۴ھ ہے اس میں ہے[۲]

۱ در عہد بادشاہ جہاندار و تہمتن شاہ جہاں محمد محمود صف شکن

۲ از نسل شاہ بہمن و بہمن بکار تیغ از زور تیغ گشتہ سپہ دار انجمن

اسی طرح فیروز شاہ بہمنی کے چار کتبے مورخہ سنہ ۸۱۴-۱۴۱۱ء جن میں سے ایک میں دروازہ کی تعمیر کا ذکر ہے حسب ذیل ہے[۳]

زنسل پور بہمنِ شاہِ والا شہِ فیروز ظلِ حق تعالیٰ

ایک اور کتبہ مورخہ سنہ ۸۲۹ھ کا شہاب الدین احمد شاہ ولی بہمنی کا اقتباس غالباً دلچسپی سے خالی نہ ہوگا یہ کتبہ اس زمانہ کا ہے جبکہ پایہ تخت بیدر ہو چکا تھا[۴]

۲ ستودہ حامی شرع حجازی شہاب الدین احمد شاہ غازی

۳ بہار باغ بہمن شاہِ مغفور خدایا زیں چمن چشمِ خزاں دور

ایک اور کتبہ احمد شاہ مورخہ سنہ ۸۲۹ھ کا اقتباس ملاحظہ ہو جو مقام سگر سے اور دراصل رضی بن زید کے روضہ کے ساتھ باٹین کی تعمیر سے متعلق ہے جسے خانجہاں نے تعمیر کیا ہے۔[۵]

---

[۱] EIM سنہ ۱۹۲۷-۸ء صفحہ ۲۰ [۲-۳-۴-۵] EIM سنہ ۱۹۳۱-۲ء صفحہ ۱۱ صفحہ ۱۵ صفحہ ۱۶ صفحہ ۱۸

بہمن شاہ" تھا غلط ہے۔

جیسا کہ ہم اوپر ہم عصر ماٰخذ سے پورے طور پر ثابت کرچکے ہیں بانی سلطنت بہمنیہ کے نام کے ساتھ کوئی ایسا موعودہ لفظ بہمنی وغیرہ نہیں ہے جو کسی طرح کانکو پنڈت کے تعلق کو ظاہر کرتا ہو اور تاریخ سے کہیں نہیں ملتا کہ کانکو بہمن منجم دکن میں آکر وعدہ کے مطابق صاحب دفتر محاسبہ ہوا۔ اگر یہ امور کچھ حقیقت رکھتے تو فرشتہ کے بیان کی ضرور قدر ہوسکتی تھی۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ایسے زمانہ میں جب کہ مسلمان ابھی ابھی اپنا خالص اسلامی تسلط قائم کر رہے تھے اپنے نام کے ساتھ ایک برہمن کے نام کو بطور نسبت کس طرح اختیار کرسکتے تھے۔ ایک اور امر قابلِ وضاحت یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہمن شاہ کے والد کا نام فرشتہ نے اور بعض اور مورخین نے کیکاؤس لکھا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مسلمانوں میں یہ نام ہوتا بھی ہے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ بنگال کے ابتدائی اسلامی دور میں ایک شخص "رکن الدین کیکاؤس بن بغرا خاں" تھا جو ۶۹۱ھ سے ۷۰۱ھ تک والی بنگال رہا۔ اسی طرح اور بیشمار مثالیں اسلامی تاریخ میں مل سکتی ہیں۔ پس فرشتہ کا یہ کہنا کہ بہمن شاہ اپنے فرامین اور نقشِ نگین میں نام

"کمترین بندہ درگاہ حضرت سبحانی علاؤالدین حسن کانکوی بہمنی"

لکھتا تھا بالکل غلط ہے کیونکہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ معاصر ماٰخذ میں یہ ہرگز کہیں نہیں ملتا اسلئے فرشتہ کا یہ بیان ہمارے لئے قابلِ قبول نہیں ہے اور اس کے برعکس صحیح اور قرین قیاس یہی ہے کہ

"علاؤالدین ابوالمظفر بہمن شاہ"

صحیح نام ولقب تھا اور وہ واقعی ایرانی الاصل تھا۔

مانا جاتا ہے اور اتفاق سے اسی قلعہ کے دروازہ کے ماتھے پر کمان کے اوپر ایک طویل کتبہ بھی خطِ نسخ میں ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ دروازہ قلعہ ایاز المخاطب بسیف خان کوتوال نے ۹۰۹ھ میں تعمیر کیا۔ نیز یہ کہ اس کتبہ کا کاتب "محمود شاہ بن محمد شاہ السلطان البہمنی" ہے۔[۱] یعنی خود بادشاہ محمود شاہ اس کتبہ کا کاتب ہے۔

بہمنی سلطنت کے سب سے بڑے وزیر خواجہ محمود گاوان کی خط و کتابت کا مجموعہ "ریاض الانشار" کے نام سے ملتا ہے جس میں بیشمار خطوط ایسے ہیں جن میں سلطنت بہمنی کا بھی ذکر ان الفاظ میں ملتا ہے[۲]

"در ملازمت بادشاہاں بہمن نژاد نوشیرواں"

ایک قصیدہ سلطان ہمایوں کی صفت میں لکھا ہے اس کی ابتدا اس طرح ہے:۔

عین عمرم کز غبار غربت بود نار — شد کنوں روشن ز کحل خاک پائی شہریار

شد ہمایوں شاہ بہمن اصل دارا زانکہ ہست — عقل کل را خاطرش در کنہ اشیا مستشار

غرضکہ ہم نے متذکرہ بالا سطور میں کتبات، مسکوکات، تاریخ اور آثار قدیمہ وغیرہ کے ذریعہ یہ ثابت کر دیا ہے کہ سلاطین بہمنی واقعی ایرانی الاصل تھے اور علاؤالدین ابوالمظفر بہمن شاہ نے کبھی اپنے نام کے ساتھ لفظ گانگو یا بہمنی بطور جزو اسم کے نہیں لکھا۔

نتیجہ | اول تو ہمیں اصولاً معاصر مآخذ کی موجودگی میں فرشتہ یا فرشتہ پر مبنی شدہ کسی مضمون نگار کے الفاظ کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے مگر کم سے کم یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ فرشتہ کا یہ بیان کہ علاؤالدین نے سریر آرائے سلطنت ہو کر اپنا جو نام و لقب اختیار کیا وہ "علاؤالدین ابوالمظفر

سلہ E.I.M ۱۹۲۵-۶ء ص ۱۸

سلہ ہمارے سامنے مخطوطہ ریاض الانشا بمبئی یونیورسٹی ہے جس کے اوراق ۷، ۱۹۴، ۱۶۸، ۱۹۸ ملاحظہ ہوں۔